رسول اللہ ﷺ کی تاریخِ ولادت کی تحقیق

افادات: حضرت مفتی رِضاء الحق
شیخ الحدیث ومفتی دارالعلوم زکریا، جنوبی افریقہ
ترتیب وتخریج: اویس گودھروی
استاذ جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین، ڈابھیل، گجرات

محققین کے نزدیک آپ ﷺ نو (۹) ربیع الاول کی صبح کو پیدا ہوئے، جو شمسی لحاظ سے ۲۰/اپریل ۵۷۱ء کا دن تھا۔

تحقیقِ تاریخِ ولادت

سال: یہ بات مسلّم ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی ولادت باسعادت عام الفیل میں ہوئی تھی، اس پر سب ہی مؤرخین وسیرت نگار متفق ہیں۔(البداية والنهاية ۲/۳۲۱، صفة الصفوة ۱/۵۱. وينظر: الروض الأنف ۱/۲۷۶)

واقعۂ فیل کے کتنے دنوں بعد آپ کی ولادت ہوئی؟ اس بارے میں متعدد اقوال ہیں؛ مگر مشہور قول ۵۰/دن کا ہے۔

ولد عام الفيل ... فقيل: بعده بشهر ... وقيل: بخمسين يوما، وهو أشهر. (البداية والنهاية ۲/۳۲۱)

مہینہ: اس سلسلہ میں علامہ قسطلانی رحمہ اللہ تعالی (م۹۲۳ھ) نے چھ اقوال نقل فرمائے ہیں: (۱) محرم (۲) صفر (۳) ربیع الاول (۴) ربیع الآخر (۵) رجب (۶) رمضان؛ مگر جمہور اس بات پر متفق ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت ماہِ ربیع الاول میں ہوئی۔

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں: ثم الجمهور على أنه كان في شهر ربيع الأول. (البداية والنهاية ۲/۳۲۰)

مشہور محقق عالم علامہ محمد زاہد کوثری رحمہ اللہ تعالی (م۱۳۷۱ھ) نے تاریخ ولادت پر اچھی تحقیق فرمائی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ربیع الاول کے علاوہ کسی اور مہینہ کا قول علمائے ناقدین کے نزدیک سبقتِ قلم کے قبیل سے ہے۔ (مقالات الكوثري، ص ٤٠٥)

دن: اس بات پر بھی اربابِ سیر و تاریخ کا اتفاق ہے کہ آپ کی ولادت پیر کے دن ہوئی۔

وفي الحديث: وسئل رسول الله صلى الله عليه وسلم عن يوم الاثنين؟ قال: ذاك يوم ولدت فيه، ويوم بعثت... (صحيح مسلم، رقم:١١٦٢، باب استحباب ثلاثة أيام من كل شهر) (البداية والنهاية ٣١٩/٢)

تاریخ: ماہِ ربیع الاول کی کونسی تاریخ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش ہوئی تھی؟ اس کے متعلق بعض علماء کا کہنا ہے کہ ربیع الاول میں پیر کے دن ہوئی؛ مگر تاریخ کا تعین نہ ہوسکا؛ جب کہ جمہور فرماتے ہیں کہ تاریخ متعین ہے۔ پھر وہ کونسی تاریخ تھی؟

علامہ قسطلانی رحمہ اللہ تعالی (م۹۲۳ھ) نے اس سلسلہ میں کل سات اقوال نقل فرمائے ہیں: (۱) ربیع الاول کی دوسری (۲) آٹھویں (۳) دسویں (۴) بارھویں (۵) سترھویں (۶) اٹھارھویں (۷) بائیسویں۔ (المواهب اللَّدُنِّيَّة ١/ ١٤٠-١٤٢)

علامہ کوثریؒ فرماتے ہیں کہ: (۱) آٹھویں تاریخ ختم ہونے کے بعد یعنی نویں تاریخ (۲) دسویں تاریخ (۳) بارھویں تاریخ۔ ان تین اقوال کے علاوہ دیگر چار اقوال قابل التفات نہیں۔ تو اب کل بحث کا محور انھیں تین روایات میں سے راجح کی ترجیح ہے۔

دسویں تاریخ کی روایت

اس روایت کو ابن سعد (م۱۶۸ھ) نے محمد باقر (م۱۱۴ھ) کی طرف منسوب کیا ہے؛ لیکن اس کی سند میں تین رُوات متکلَّم فیہ ہیں؛ اس لیے دس تاریخ والی روایت قابلِ ترجیح نہیں ہے۔ اس روایت کی طرف علامہ کوثری رحمہ اللہ تعالی نے اشارہ فرمایا ہے۔ وہ روایت طبقات سے نقل کی جاتی ہے:

قال ابن سعد : أنا محمد بن عمر بن واقد الأسلمي قال: ثني أبو بكر بن عبد الله بن أبي سبرة عن إسحاق بن عبد الله بن أبي فروة عن أبى جعفر محمد بن علي (ويعرف بمحمد الباقر) قال: ولد رسول الله صلى الله عليه وسلم لِعشرٍ خَلَون من شهر

ربيع الأول...، فبين الفيل وبين مولد النبي صلى الله عليه وسلم خمس وخمسون ليلة. (الطبقات الكبرى لابن سعد ۱/۱۰۰ ذكر مولد رسول الله صلى الله عليه وسلم)

بارہویں تاریخ کی روایت

اس قول کو محمد بن اسحاق (م۱۵۱ھ) نے نقل کیا ہے؛ مگر اس کی کوئی سند بیان نہیں کی، اگر چہ یہ قول سب سے زیادہ مشہور ہے اور اہلِ مکہ کی مجالسِ مولود پرانے زمانے سے اسی تاریخ میں ہوتی رہی ہیں، نیز دنیا بھر میں محافلِ مولود اور جلسے اسی دن کیے جاتے ہیں؛ مگر روایت سے اس دن ولادت ہونے کا ثبوت نہیں۔ ملاحظہ فرمائیں: مستدرکِ حاکم (م۴۰۵ھ) میں ہے:

أخبرنا أبو الحسن محمد بن أحمد بن شبويه بمرو، ثنا جعفر بن محمد النيسابوري، ثنا علي بن مهران، ثنا سلمة بن الفضل عن محمد بن إسحاق قال: ولد رسول الله صلى الله عليه وسلم لاثنتي عشرة ليلة مضت من شهر ربيع الأول. (المستدرك على الصحيحين للحاكم، رقم: ٤١٨٣)

یہ روایت بھی سندِ متصل نہ ہونے کی وجہ سے قابلِ التفات نہیں اور اس کا حال بھی ان روایات کی طرح ہے جن کی سند نہ ہو۔

نویں تاریخ کا قول

عقلاً اور نقلاً اس بات کو ترجیح حاصل ہے کہ آپ کی ولادت آٹھویں تاریخ کے ختم پر نویں تاریخ کو ہوئی۔

روایتاً: (۱) علامہ ابن عبد البر (م۴۶۳ھ) نے اس بارے میں اختلاف نقل کرتے ہوئے اس قول کو سب سے پہلے ذکر کیا ہے۔

قال أبو عمر: وقد قيل: لثمان خلون منه ، وقيل ...، وقيل... (الاستيعاب لابن عبد البر ۱/۳۰)

(۲) حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں: وقيل: لثمان خلون منه، حكاه الحميدي عن ابن حزم، ورواه مالك وعقيل ويونس بن يزيد وغيرهم عن الزهري عن محمد بن جبير بن مطعم، ونقل ابن عبد البر عن أصحاب التاريخ أنهم صحّحوه، وقطع به الحافظ

الكبير محمد بن موسى الخوارزمي، ورجَّحه الحافظُ أبو الخطاب بن دحية في كتابه "التنوير في مولد البشير النذير". (البداية والنهاية ٢/ ٣٢٠)

(۳) حضرت مولانا حفظ الرحمٰن صاحبؒ (م۱۳۸۲ھ) تحریر فرماتے ہیں: عوام میں تو مشہور قول یہ ہے کہ ۱۲/ربیع الاول تھی، اور بعض کمزور روایات اس کی پشت پر ہیں، اور اکثر علماء ۸/ ربیع الاول کہتے ہیں؛ لیکن صحیح اور مستند قول یہ ہے کہ ۹/ربیع الاول تاریخِ ولادت ہے، اور مشاہیر علمائے تاریخ اور حدیث اور جلیل المرتبت ائمۂ دین اسی تاریخ کو صحیح اور اثبت کہتے ہیں؛ چنانچہ حمیدی، عقیل، یونس بن یزید، ابن عبداللہ، ابن حزم، محمد بن موسی خوارزمی، ابوالخطاب ابن دحیہ، ابن تیمیہ، ابن قیم، ابن کثیر، ابن حجر عسقلانی، شیخ بدرالدین عینی رحمہم اللہ اجمعین جیسے مقتدر علماء کی یہی رائے ہے۔ (قصص القرآن ۴/۲۵۳)

(۴) علامہ سید سلیمان ندویؒ نے بھی نو (۹) تاریخ کو ولادت ہونا راجح قرار دیا ہے۔ (رحمۃ للعالمین ۱/۳۸-۳۹)

درایتاً/عقلاً:

(۱) محمد بن موسی خوارزمی (م۲۳۵ھ) فلکیات کے بہت بڑے امام ہیں، ان کا حوالہ ابھی اوپر کی عبارت میں ذکر کیا گیا۔

(۲) فن ریاضی کے بہت بڑے عالم علامہ محمود پاشا فلکی مصری (م۱۳۰۲ھ) نے فرانسیسی زبان میں "تقويم العرب قبل الإسلام" کے موضوع پر ایک بے مثال کتاب تالیف فرمائی ہے، اور علامہ احمد ذکی پاشا (م۱۳۵۳ھ) نے اس کا عربی میں ترجمہ کیا ہے، جس کا نام "نتائج الأفهام في تقويم العرب قبل الإسلام وفي تحقيق مولد النبي وعمره عليه الصلاة والسلام" ہے۔ اس کتاب میں مشرق اور مغرب کے کئی ایک فلکی ماہرین کے اقوال کو مدنظر رکھ کر کی گئی تحقیق سے بھی نو (۹) تاریخ ہونا واضح ہے۔ (نتائج الأفهام ص۲۸-۳۵)

ان کی بیان کردہ وجوہات میں سے ایک وجہ کچھ اس طرح ہے:

رسول اللہ ﷺ کے عہدِ مبارک میں سنہ ۱۰ھ ماہِ شوال کی آخری تاریخ کو سورج گہن ہوا تھا، اُسی دن آپ کے صاحبزادہ حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تھا۔

قال الحافظ (م٨٥٢هـ): يوم مات إبراهيم يعني ابنَ النبي صلى الله عليه وسلم، وقد ذكر جمهور أهل السير أنه مات في السنة العاشرة من الهجرة، فقيل:

... والأكثر على أنها وقعت في عاشر الشهر. (فتح الباري ٢/٥٢٩)

اس حساب سے اگر پیچھے شمار کیا جائے تو ربیع الاول کی نویں تاریخ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت بابرکت ہونا ثابت ہوگا؛ اس لیے کہ پیر کا دن یومِ پیدائش ہونا تو متفق علیہ ہے، اور وہ عام الفیل کے ربیع الاول میں نو (۹) تاریخ ہی کو آتا ہے۔ علامہ محمود پاشا فرماتے ہیں:

وقد اتفقوا جميعا على أن الولادة كانت في يوم الإثنين، وحيث إنه لا يوجد بين الثامن والثاني عشر من هذا الشهر يوم إثنين سوى اليوم التاسع منه، فلا يمكن أن نعتبر يوم الولادة خلاف هذا اليوم.

حضرت مولانا حفظ الرحمٰن صاحب تحریر فرماتے ہیں:

محمود پاشا فلکی نے (جو قسطنطنیہ کا مشہور ہیئت داں اور منجم گذرا ہے) ہیئت کے مطابق جو زائچہ اس غرض سے مرتب کیا تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے اپنے زمانے تک کے کسوف اور خسوف کا صحیح حساب معلوم کرے، پوری تحقیق کے ساتھ یہ ثابت کیا ہے کہ سنِ ولادت باسعادت میں کسی حساب سے بھی دوشنبہ کا دن ۱۲/ربیع الاول کو نہیں آتا؛ بلکہ ۹ ربیع الاول ہی کو آتا ہے، اس لیے بلحاظِ قوت وصحتِ روایات اور باعتبارِ حسابِ ہیئت ونجوم ولادتِ مبارکہ کی مستند تاریخ ۹/ربیع الاول ہے۔ (قصص القرآن ۴/۲۵۳)

(۳) مذکورہ بالا کتاب "نتائج الأفهام في تقويم العرب قبل الإسلام وفي تحقيق مولد النبي وعمره عليه الصلاة والسلام" کے ایک ایڈیشن پر اپنے زمانے کے عظیم ونامور مؤرخ وادیب شیخ علی طنطاوی (م۱۴۲۰ھ) نے مقدمہ لکھا ہے، جس میں آپ نے نو (۹) ربیع الاول کو ولادت باسعادت کا دن قرار دینے پر مؤلفِ کتاب کی پرزور تائید فرمائی ہے۔ (مقدمات الطنطاوي ٨٣)

(۴) محدثِ عظیم ومحققِ بے نظیر شیخ احمد شاکر (احمد بن محمد عبدالقادر م۱۳۷۷ھ) نے بھی شیخ محمود پاشا فلکی کی تحقیق کو اختیار کرکے اس سے کسوفِ شمس کی تعیین میں مدد لی ہے۔ (حاشية الشيخ أحمد شاكر على "المحلّٰى بالآثار" ۵/۱۱۴-۱۱۵ لابن حزم الظاهري م۴۵۶ھ)

(۵) سعودی عرب کے ایک محقق وماہرِ فلکیات عالم عبداللہ بن محمد بن ابراہیم (م۱۴۱۶ھ) اپنی کتاب "تقويم الأزمان" میں تحریر فرماتے ہیں:

وقد ثبت بما لا يحتمل الشك من النقل الصحيح أن ولادته –صلى الله عليه وسلم– كانت في ٢٠/ نيسان ابريل سنة ۵۷۱ عام الفيل ... فبالإمكان معرفة يوم

ولادته ويوم وفاته بالدقة ... وعلى هذا فتكون ولادته -صلى الله عليه وسلم- يوم الإثنين، الموافق ۹ ربيع الأول سنة ۵۳ قبل الهجرة ويوافق ۲۰ / نيسان ابريل سنة ۵۷۱ء نقلا وحساباً. (تقويم الأزمان لإرشاد ذوى الألباب لمعرفة مبادئ السنين والشهور من طريق الحساب ص ۱۴۳، الطبعة الأولى).

مزید دیکھیے: (۱) ایک مفصل مضمون بعنوان "تحديد ميلاده الشريف" ہمارے یہاں موجود کتاب "ماشاع ولم يثبت فى السيرة النبوية" تأليف: محمد بن عبد الله العوشن، ط: دار طيبة، الرياض" میں بھی مذکور ہے، جس میں شیخ عبداللہ بن محمد بن ابراہیم کی مذکورہ عبارت کے علاوہ دیگر علمائے کرام کے اقوال کی روشنی میں ۹/تاریخ ہونا راجح قرار دیا ہے۔

(۲) علامہ محمد زاہد کوثری رحمہ اللہ تعالی (م ۱۳۷۱ھ) کا ایک مختصر اور محقق مقالہ بعنوان "المولد الشريف النبوي" اس موضوع پر شائع ہوا ہے۔ انہوں نے بھی محمود پاشا فلکی کی مذکورہ کتاب سے استفادہ کیا ہے اور مؤلف کے بارے میں اونچے کلمات تحریر فرمائے ہیں۔

دیکھیے: (مقالات الكوثري ص۴۰۵ تا ۴۰۸، ط: مطبعة الأنوار بالقاهرة).

(۳) حضرت مولانا مفتی عمر فاروق لوہاروی دامت برکاتہم، شیخ الحدیث دارالعلوم لندن (یو-کے) کا ایک مضمون بعنوان "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تاریخِ ولادت" ان کے بیش قیمت محقق ومدلل رسائل "فقہی جواہر" (ج ۱/ص ۶۸/تا ۱/۷) میں موجود ہے۔ ان رسائل پر اکابر علماء کی تقریظات ہیں، جن میں ایک دارالعلوم دیوبند کے شیخ الحدیث اور صدرالمدرسین حضرت مفتی سعید احمد صاحب پالنپوری دامت برکاتہم بھی ہیں۔

تنبیہ

بعض علماء نے آٹھویں تاریخ کا قول اختیار کیا ہے، تو یاد رہے کہ آٹھویں اور نویں تاریخ کے دو اقوال میں ترجیح دینے کی کوشش کی گئی ہے۔ ایک تطبیق حضرت مولانا حفظ الرحمن صاحبؒ کی ہے، وہ یہ ہے کہ آٹھ (۸) اور نو (۹) ربیع الاول کا اختلاف حقیقی نہیں۔ مولانا تحریر فرماتے ہیں:

"۸ اور ۹ کا اختلاف حقیقی اختلاف نہیں؛ بلکہ مہینے کے ۲۹/اور ۳۰ کے حساب پر مبنی ہے، حساب سے جب یہ ثابت ہوگیا کہ صحیح تاریخ ۲۱/اپریل تھی تو آٹھ (۸) کے متعلق تمام اقوال دراصل نو (۹) کی تائید میں پیش ہوسکتے ہیں۔" (قصص القرآن ۴/۲۵۴)

وقت

کتبِ سیرت میں اس بات کی صراحت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت صبح صادق کے وقت ہوئی، اور مکہ مکرمہ میں ۲۰/اپریل کو (۴:۳۹) پر صبح صادق ہوتی ہے؛ اس لیے کہا جاسکتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ۹ ربیع الاول عام الفیل، ۲۰/اپریل ۵۷۱ء بہ روز پیر، بہ وقتِ صبح تقریباً ۴ بج کر ۴۰ منٹ پر اس دنیا میں تشریف لائے۔

خلاصہ

مذکورہ بالا تفصیلات کا حاصل یہ ہے کہ نقلاً وعقلاً آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی معتمد تاریخ نو (۹) ربیع الاول ہے۔

ویتلخص من هذا أن سیدنا محمدا صلی اللہ علیه وسلم ولد یوم الإثنین ۹/ من ربیع الأول، الموافق العشرین من إبریل سنة ۵۷۱ مسیحیة، فاحرص علی هذا التحقیق، ولا تکن أثیراً للتقلید. (نتائج الأفهام في تقویم العرب قبل الإسلام ص ۳۵)

مکانِ ولادت

جمہور کے نزدیک مکہ مکرمہ میں ولادت ہوئی۔ پھر جگہ کی تعیین میں تین اقوال ہیں۔ مشہور قول یہ ہے کہ آپ ﷺ کی ولادت شعبِ بنی ہاشم میں ہوئی۔ یہ مشہور جگہ ہے اور چند سال پہلے تک لوگ اس کی زیارت کے لیے جایا کرتے تھے۔ چند سال پہلے سعودی حکومت نے اسے بند کردیا اور اس کی جگہ مکتبہ بنا دیا۔

فی الدار التي فی الزقاق المعروف بزقاق المولد في شعب مشهور بشعب بني هاشم. (سبل الهدی والرشاد ۱/۳۳۸).

من الطرف الشرقي لمکة، تزار ویتبرك بها إلی الآن. (تاریخ الخمیس في أحوال أنفس النفیس ۱/۱۹۸).

❁ ❁ ❁